بلوچستان صوبائی اسمبلی

سرکاری رپورٹ /سولھواں اجلاس

مباحثات2010ء

﴿اجلاس منعقدہ 02/اپریل 2010ء بمطابق 16/ربیع الثانی 1431ھ بروز جمعۃ المبارک۔﴾

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	2
2	وقفہِ سوالات۔	3
3	رخصت کی درخواستیں۔	3
4	تحریک التوا نمبر 3 منجانب ڈاکٹر آغا عرفان کریم۔	4
5	سرکاری کارروائی۔ بلوچستان لیویز فورس کا مسودہ قانون مصدرہ 2010ء(مسودہ قانون نمبر 5 مصدرہ 2010ء)۔	5
6	مشترکہ قرارداد نمبر 53 منجانب محترمہ نسرین رحمٰن کھیتران (صوبائی وزیر)۔	6

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 02/اپریل 2010ء بمطابق 16/ربیع الثانی 1431ھ بروز جمعۃ المبارک بوقت صبح 11 بجکر 35 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر محمد اسلم بھوتانی، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب سپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُو اتَّقُو اللّٰهَ وَلۡتَنۡظُرۡ نَفۡسٌ مَّا قَدَّمَتۡ لِغَدٍ ج وَاتَّقُو اللّٰه ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِیۡرٌ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ o وَلَا تَکُوۡنُوۡا کَالَّذِیۡنَ نَسُو اللّٰهَ فَاَنۡسٰهُمۡ اَنۡفُسَهُمۡ ط اُولٰٓئِکَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ o لَا یَسۡتَوِیۡٓ اَصۡحٰبُ النَّارِ وَاَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ ط اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ o صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِیۡم۔

پارہ نمبر۲۸ سورۃ الحشر آیت نمبر ۱۸ تا ۲۰

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل یعنی روز (آخرت) کیلئے کیا سامان اکٹھا کیا ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے ان سب اعمال سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔ اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ (جنہوں نے اللہ کے احکام سے بے پروائی کی) اور جو اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے خود ان کی جانوں کو ان سے بھلا دیا، یہی لوگ تو نافرمان ہیں۔ دوزخ میں جانے والے اور جنت میں جانے والے بھی برابر نہیں ہوسکتے جنت میں جانے والے ہی دراصل کامیاب لوگ ہیں۔ وَمَا عَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ۔

وقفہ سوالات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔کیونکہ آج کوئی سوال نہیں ہے وقفہ سوالات نہیں ہوگا۔سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔اسکے بعد انجینئر زمرک خان صاحب بات کریں گے۔

رخصت کی درخواستیں

سیکرٹری اسمبلی: آج مورخہ 2/اپریل 2010ء کیلئے مختلف وزراء، مشیران وممبران صاحبان نے ذاتی سرکاری وناسازی طبیعت کی وجہ سے متعدد درخواستیں ارسال کی ہیں۔محترم میر امان اللہ نوتیزئی صاحب، محترم طاہر محمود صاحب، محترم میر محمد عاصم کرد گیلو صاحب، محترمہ مسز پروین مگسی صاحبہ، محترمہ ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی صاحبہ، محترم محمد یونس ملازئی صاحب، محترم سید احسان شاہ صاحب، محترم میر ظفر اللہ خان زہری صاحب، محترمہ مسز زرینہ زہری صاحبہ۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ (درخواستیں منظور ہوئیں)

جی زمرک خان صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کیا کہنا چاہتے ہیں؟

انجینئر زمرک خان (وزیر مال): بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔شکریہ جناب سپیکر صاحب! آج کا دن ہماری اسمبلی کے لئے ایک تاریخی دن ہے کہ آئینی کمیٹی کی سربراہی میں جو سفارشات تھیں، جس میں ہماری پشتون قوم پشتونوں کی ایک دلی خواہش تھی کہ ہمیں اپنا نام دیا جائے۔تو وہ ''خیبر پشتونخوا'' کے نام سے ہمیں مِل گیا۔اس پر میں صدر پاکستان جناب زرداری صاحب، قائد تحریک جناب اسفندیار ولی خان، وزیر اعظم پاکستان جناب یوسف رضا گیلانی صاحب اور آئینی کمیٹی کے سربراہ جناب رضا ربانی صاحب اور تمام پارٹیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں، خصوصاً ہمارے ساتھ یہاں جو پارٹیاں ہیں جمیعت علمائے اسلام، بی این پی (عوامی)، پاکستان پیپلز پارٹی، آزاد ارکان اور سب نے مِل کر اسکی حمایت کی اور 18ویں ترمیم کے لئے جو کوششیں کیں، پوری قوم مبارکباد کی مستحق ہے۔ 1901ء میں جب انگریزوں نے پنجاب پر حملہ کیا اس وقت ایک صوبے کا قیام عمل آیا اس کا نام انہوں نے ''سرحد'' رکھا۔پھر اس حوالے سے پاکستان بنا، تو ہماری اِس تحریک کا مقصد یہی تھا کہ ہم اپنے ایک نام کے لئے لڑیں اور اپنا ایک نام پیدا کرلیں کہ ہم یہاں پاکستان میں ایک بڑی قوم ہیں، اُس حیثیت سے رہتے ہیں۔تو آج ایک بہت بڑی خوشی کا دن ہے کہ ہمیں یہ نام مِل گیا۔اور یہ بھی میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اِس 18ویں ترمیم میں جو بھی فیصلے ہوئے ہیں جس طرح کنکرنٹ لسٹ کو ختم کردیا گیا ہے، وہ بھی ایک بہت بڑا اقدام ہے۔دوسرا گیس، تیل جو معدنی وسائل تھے، پہلے وفاق کے پاس تھے اب صوبوں کو اپنی نمائندگی مِل گئی، یہ

بھی ایک بہت بڑی پیش رفت ہے۔ اور مشترکہ مفادات کونسل' اُس میں بھی صوبوں کے درمیان جو بھی مفادات ہوتے تھے' تقسیم کے لئے' صوبوں کو کوئی بھی نمائندگی نہیں دی گئی تھی۔ اُسمیں بھی ابھی صوبوں کو نمائندگی دی گئی ہے' جو بہتر طریقے سے' جتنے بھی صوبوں کے مسائل ہیں وہ آپس میں حل کرتے رہیں گے۔ تو میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ہوں اس لئے میرے لئے تو بہت خوشی کی بات ہے کہ میں تو صدر پاکستان جنہوں نے اقوام متحدہ میں بھی اِس نام پشتونخوا کو اُٹھایا تھا۔ میرے قائد اسفندیار ولی خان نے بھی کہا کہ میں زرداری صاحب کا شکریہ قیامت تک ادا نہیں کرسکوں گا کہ انہوں نے اِس نام کو آگے بڑھایا اور آج آئینی کمیٹی اس میں کامیاب رہی اور یہ سب کریڈٹ پورے پاکستان کے جمہوری' جو بھی جمہوری ادارے ہیں یا جمہوری نظام ہے اُن کو جاتا ہے اور تمام پارٹیوں کو' پاکستان کے عوام کو جاتا ہے۔ تو میں آخر میں پھر سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں مبارکباد دیتا ہوں سب پارٹیوں کو کہ انہوں نے جمہوریت کو مضبوط کیا اور آئندہ بھی انشاء اللہ ہمارے جو بھی مسائل ہیں صوبائی خودمختاری ہے جو ہمارے ساحل ووسائل پر اختیارات ہیں اُنکے لئے بھی لڑیں گے اور ہمیں اُمید ہے کہ وہ بھی ہمیں جلد از جلد مل جائیں گے۔ تھینک یو سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: جی جان علی چنگیزی صاحب! آپ کا کیا خیال ہے؟ میرے خیال میں ہم اگر ایجنڈے کی کارروائی نمٹائیں اُسکے بعد تمام ممبران کو ہم ٹائم دیں گے اگر کوئی بات کرنا چاہے گا اپنا پوائنٹ raise کرے' پہلے ہم کارروائی نمٹا دیں اُسکے بعد جب تک آپ بات کرنا چاہیں گے جو بھی آپ کے points ہیں اُن کو ہم لے لیں گے۔ ڈاکٹر آغا عرفان کریم صاحب اپنی تحریک التوا نمبر 3 پیش کریں۔

ڈاکٹر آغا عرفان کریم: جناب سپیکر! یہ تحریک حقیقتاً میں نے 7/جنوری کو پیش کی تھی۔ تو اُسکے بعد یہ ہوا کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی اس کا نوٹس لیا اور مرکز نے بھی' جتنی بھی پوسٹ تھیں 18 گریڈ کی ان کو کینسل کر دیا گیا اور یہ معاملہ ہی ختم کر دیا گیا تو I think this Adjournment Motion should be disposed off.

جناب سپیکر: نہیں آپ، چونکہ یہ ایجنڈے میں آ گئی' اب اِس کو پڑھ لیں پھر آپ کی جو رائے ہے اگر آپ واپس لینا چاہیں تو لے سکتے ہیں۔

تحریک التوا نمبر 3

ڈاکٹر آغا عرفان کریم: ٹھیک ہے جناب! میں اسمبلی کے قواعد وانضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوا کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ محکمہ محنت وافرادی قوت میں

متعلقہ وزیر کے دباؤ میں آکر غیر قانونی طریقے سے گریڈ 17 اور گریڈ 18 کے چھ افسران تعینات کئے گئے ہیں (اخباری تراشہ منسلک ہے) جو کہ سراسر سپریم کورٹ کے حکم کی خلاف ورزی ہے۔ لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اِس اہم اور عوامی نوعیت کے حامل مسئلے کو زیرِ بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: تحریک التوا نمبر 3 پیش ہوئی۔ اب آپ کا کیا مؤقف ہے؟ آپ کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ حل ہو گیا ہے؟

ڈاکٹر آغا عرفان کریم: سر! مسئلہ اُسی وقت ہی حل ہو گیا تھا۔

جناب سپیکر: آپ اس کو پریس نہیں کرنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر آغا عرفان کریم: نہیں سر! نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ تھینک یو۔

جناب سپیکر: تحریک التوا کو واپس لیا جائے؟ جی نمٹا دی گئی۔ چونکہ محرک نے اِس پر زور نہیں دیا تحریک التوا نمبر 3 نمٹا دی گئی۔

سرکاری کارروائی برائے قانون سازی

جناب سپیکر: وزیر داخلہ بلوچستان لیویز فورس کا مسودہ قانون مصدرہ 2010ء (مسودہ قانون نمبر 5 مصدرہ 2010ء) پیش کریں۔ وزیر داخلہ؟ جی کون پیش کریں گے۔ مولانا صاحب! گورنمنٹ نے کس کو authorize کیا ہے؟ اب دو منسٹر کھڑے ہو گئے ہیں پتہ نہیں گورنمنٹ نے کس کو Authorize کیا ہے؟ مجھے اب گورنمنٹ کی طرف سے ہدایت نہیں ہے کہ وزیر داخلہ کی عدم موجودگی میں کون پیش کرے گا۔ سینئر منسٹر صاحب کون پیش کریں گے؟

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): حمل کلمتی صاحب۔

جناب سپیکر: جی حمل کلمتی صاحب! آپ وزیر داخلہ کے behalf پر یہ بل پیش کریں۔

میر حمل کلمتی (وزیر ماہی گیری): میں وزیر ماہی گیری' وزیر داخلہ کی جانب سے بلوچستان لیویز فورس کا مسودہ قانون مصدرہ 2010ء (مسودہ قانون نمبر 5 مصدرہ 2010ء) پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: بلوچستان لیویز فورس کا مسودہ قانون مصدرہ 2010ء (مسودہ قانون نمبر 5 مصدرہ 2010ء) پیش ہوا۔ وزیر داخلہ کے behalf پر بلوچستان لیویز فورس کے مسودہ قانون مصدرہ 2010ء (مسودہ قانون نمبر 5 مصدرہ 2010ء) کے متعلق اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر ماہی گیری: میں وزیر ماہی گیری' وزیر داخلہ کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان لیویز فورس کے مسودہ قانون مصدرہ 2010ء (مسودہ قانون نمبر 5 مصدرہ 2010ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے

قواعدوانضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ 84 کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ بلوچستان لیویز فورس کے مسودہ قانون مصدرہ 2010ء(مسودہ قانون نمبر 5 مصدرہ 2010ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد وانضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ 84 کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جائے؟(تحریک منظور ہوئی) بلوچستان لیویز فورس کے مسودہ قانون مصدرہ 2010ء(مسودہ قانون نمبر 5 مصدرہ 2010ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد وانضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ 84 کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب سپیکر: محترمہ راحیلہ دُرانی صاحبہ' محترمہ شاہدہ رؤف صاحبہ' محترمہ نسرین رحمٰن کھیتران صاحبہ' محترمہ غزالہ گولہ بیگم صاحبہ' محترمہ عظمیٰ پیرعلی زئی صاحبہ' ڈاکٹر فوزیہ نذیر مری صاحبہ' محترمہ ثمینہ رازق صاحبہ' محترمہ شمع پروین مگسی صاحبہ' میر شاہ نواز خان مری صاحب' جناب جان علی چنگیزی صاحب' سید عبدالباری آغا صاحب' جناب طاہر محمود خان صاحب' حاجی محمد خان طور صاحب' صوبائی وزراء اور ڈاکٹر آغا عرفان کریم صاحب ممبر بلوچستان صوبائی اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 53 پیش کریں۔ کون جی پیش کریں گے؟ مسز نسرین رحمٰن کھیتران صاحبہ! آپ پیش کریں۔

مشترکہ قرارداد نمبر 53

مسز نسرین رحمٰن کھیتران (صوبائی وزیر): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ ہرگاہ کہ صوبہ بلوچستان غریب اور زندگی کے ہر پہلو سے پسماندہ عوام پر مشتمل ایک وسیع وعریض رقبہ پر پھیلا ہوا ہے۔ دوسری جانب اِس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ ملک کے دیگر صوبوں سے آمدورفت کا اہم ذریعہ ٹرین ہے۔ بدقسمتی سے ٹرینوں کی حالت یہاں تک ناگفتہ بہ ہونے کے باوجود کہ اُن میں سلیپر کی بوگیاں ختم کر دی گئی ہیں اور صرف AC یا پھر economy class جن میں بلوچستان کے رُوٹس پر اِن ٹرینوں میں بجلی ہے نہ پانی۔ گزشتہ کچھ سالوں سے ریلوے کے کرایوں میں بے تحاشہ اضافہ کر دیا گیا ہے جو پنجاب' سندھ اور سرحد تک سفر کرنے والوں کے بس سے بھی باہر ہو گیا ہے۔ نیز کوئٹہ سے دوسرے شہروں کو چلنے والی گاڑیاں بھی بند کر دی گئی ہیں' جن میں اباسین ایکسپریس' بلوچستان ایکسپریس اور سندھ ایکسپریس شامل ہے۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ ریلوے کے کرایوں میں صوبہ کی غربت کے تناسب سے کمی کے ساتھ ساتھ ٹرینوں کی حالتِ زار بہتر بنائی جائے اور بند شدہ ٹرینوں کی آمدورفت کو دوبارہ بحال

کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: قرارداد نمبر 53 پیش ہوئی۔محرکین اگر اس پر بات کرنا چاہیں۔جی جان علی چنگیزی صاحب!

جناب جان علی چنگیزی (وزیر کوالٹی ایجوکیشن): شکریہ جناب سپیکر! جو مشترکہ قرارداد پیش ہوئی' سب سے پہلے میں آپ سب کا ممنون و مشکور ہوں' خاص طور جناب سپیکر صاحب کا کہ انہوں نے شارٹ مدت میں نوٹس لیتے ہوئے قرارداد کو ٹیبل کر دی اور ہمیں اجازت دی۔جناب عالی! رسل و رسائل کے جو ذرائع ہیں اُن میں جو سب سے بہترین ذریعہ سمجھا جاتا ہے وہ ٹرین ہے۔گزشتہ دنوں ہوائی جہاز کے موضوع پر ہم سب نے بحث کی۔ ہوائی جہاز یقیناً ایک ایسا ذریعہ ہے جس میں آدمی اپنی منزل تک با آسانی اور بہت کم مدت میں پہنچ جاتا ہے۔مگر مشکل یہ ہے کہ اس کا کرایہ بہت زیادہ ہے۔تو غریب عوام کے لئے جو سب سے سستی سہولت ہے' وہ ہے ٹرین۔ مگر بدقسمتی سے دیکھا جائے تو بلوچستان سے یہ سہولت بھی چھینی جارہی ہے۔ہم دیکھتے ہیں' شاید ملک کی جو 80 فیصد آبادی ہے اُس کی آمدورفت ٹرینوں کے ذریعے ہوتی ہے۔ساری دنیا میں اس وقت کوشش یہی کی جارہی ہے کہ ٹرینوں کی آمدورفت کو زیادہ بہتر بنایا جائے۔گزشتہ دنوں اخبارات میں خبر آئی تھی کہ دوبئی والوں نے اپنی ٹرینوں کی سہولت کو مزید بہتر بنانے کیلئے فارن کمپنیوں سے دس ارب ڈالر کا ایک معاہدہ کر رکھا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے اگر دوبئی میں جو اتنا ترقی یافتہ شہر ہے' اگر وہ لوگ کوشش کر رہے ہیں کہ عوام کو زیادہ سے زیادہ ریلیف دیں اور ٹرینوں کی جو سہولت ہے اس میں اضافہ کریں' تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پاکستان جیسے ملک میں جن کا ایک وسیع وعریض رقبہ ہے تو یہاں ٹرینوں کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے۔خاص طور پر بلوچستان کے حوالے سے دیکھا جائے یہاں کچھ ٹرینوں کے نام بھی دیئے گئے ہیں جو اَب مکمل طور پر بند ہو چکی ہیں۔بدقسمتی یہ ہے جب جعفر خان ایکسپریس کا افتتاح ہوا تھا ہمیں خوشی ہوئی تھی کہ بلوچستان کو ایک ایسا ریلوے نظام دیا گیا ہے جس سے ہم شاید زیادہ فائدہ اُٹھا سکیں گے۔دو مہینے پہلے میں نے خود ٹرین سے سفر کیا۔آپ یقین کریں کہ جب میں نے اُس ٹرین کی حالت دیکھی جعفر خان ایکسپریس سے میں نے سفر کیا۔لگتا نہیں تھا کہ یہ وہی جعفر ایکسپریس ہے جس کا افتتاح چند سال پہلے ہوا تھا۔ہم دیکھتے ہیں بوگیوں کی جو حالت ہے انتہائی ناقص سہولت تو درکنار اس میں جو بنیادی چیزیں ہیں وہ تک نہیں ہیں۔پھر ساتھ ہی ساتھ ہم دیکھتے ہیں جو اُن کی کھڑکیاں ہیں انکی بوگیاں بالکل ناگفتہ بہ ہیں جناب عالی! بات کرایے کی ہورہی ہے۔اس سے پہلے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہماری جو بند شدہ ٹرینیں ہیں سب سے پہلے مرکز سے بات کی جائے کہ اُن کو بحال کرے۔پھر ساتھ ہی ساتھ باقی جو اِنکے کرایے ہیں یقیناً بہت زیادہ ہیں۔بلوچستان ایک دُور افتادہ صوبہ ہے۔ہماری یہی کوشش بھی ہے کہ گوادر سے لیکر یہاں

تک ٹرین کی سہولت ہو۔این ایف سی کے موقع پر میں نے جناب وزیر ریلوے سے بات کی تھی انہوں نے بھی یقین دہانی کرائی تھی کہ آپ کی جو موجودہ ٹرینیں ہیں انشاءاللہ انکی بحالی کے لئے اور ساتھ ہی ساتھ اس کا جو ایک نیٹ ورک ہے،ہم دیکھتے ہیں نصیر آباد وغیرہ میں یہاں سے کسی زمانے میں ٹرینیں چلتی تھیں خانوں زئی وغیرہ تک بدقسمتی سے وہ ٹرینیں بھی ہماری بند ہو چکی ہیں۔تو شاید مرکز والے پوچھ تک نہیں رہے تو آج ایک تاریخی دن ہے یقیناً ہم دیکھتے ہیں 18ویں ترمیم کا مسودہ بھی تقریباً اسمبلی میں پیش ہونے والا ہے 5 تاریخ کو شاید اس پر بحث بھی شروع ہو جائیگی۔ جناب عالی! یہ مبارک باد کے مستحق ہیں صدر پاکستان وزیراعظم پاکستان رضا ربانی صاحب اور تمام کمیٹی جس نے 18ویں ترمیم پر کافی بحث کی۔اس کے 77 اجلاس منعقد ہوئے۔اور میں تمام ارکان کو مبارک باد پیش کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: آپ قرارداد پر بات کریں؟

وزیر کوالٹی ایجوکیشن: جناب عالیٰ! ٹرین کے مسئلے کو بھی اگر اس کے ساتھ شامل کیا جائے۔میں اُسی پر آنا چاہوں گا۔تو ایک ایسا موقع ہے، شاید وفاقی حکومت ہماری اس درخواست پر غور کرے اور میری تمام ارکان سے بھی یہ گزارش ہے کہ وہ اس سلسلے میں ہمارے ساتھ دیں۔کیونکہ یہ ایک صوبائی معاملہ ہے۔اگر آج ہم نے ٹرین پر بات نہیں کی تو میں سمجھتا ہوں ہماری بسوں کی جو حالت ہے کل ان میں بھی کوئی جگہ نہ ملے۔اور پی آئی اے احکام سے ہم نے تو بات کی ہے۔اس پر بھی میں آپ کا مشکور و ممنوں ہوں آپ نے انہیں اپنے چیمبر میں بُلایا اور تمام ارکان کا بھی مشکور و ممنون ہوں انہوں نے کافی ساتھ دیا تھا۔تو جناب عالی! آپ کا ایک بار پھر بہت بہت شکریہ۔اور میری خواہش ہے کہ تمام ارکان اس مسئلے پر بحث کریں کیونکہ بلوچستان کے عوام انتہائی غریب ہیں۔ یہ واحد سہولت ہے جو بلوچستان کے عوام اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔شرط یہ ہے کہ اگر ہماری ٹرینیں دوبارہ سے چالُو ہوں اور ساتھ ساتھ ان کے کرایوں میں بھی کمی ہو۔شکریہ۔

جناب سپیکر: جی راحیلہ درانی صاحبہ!

محترمہ راحیلہ درانی (وزیر پراسیکیوشن): بسم اللہ الرّحمنِ الرّحیم۔شکریہ سپیکر صاحب! آپ نے مجھے اِس انتہائی اہم قرارداد پر بولنے کا موقع دیا۔محترم سپیکر! میں یہ سمجھتی ہوں کہ بلوچستان بہت ہی، سب کو علم ہے کہ ایک وسیع وعریض صوبہ ہے۔جس میں اندرون صوبہ روڈ کے بعد سب سے بڑا جو ذریعہ ہے وہ ٹرین ہے۔کیونکہ پچھلے دنوں ہم نے پی آئی اے پر بات کی اور پی آئی اے وہ ذریعہ ہے جو کہ بائی ائیر ہے وہ صرف ہم بہت ہی لوگ اس کو afford کر سکتے ہیں۔لیکن ٹرین جسے غریب سے غریب تر اور متوسط طبقہ بھی afford کر سکتا ہے۔

میرے خیال میں ابھی جو حالت بائی ائیر کرایوں کی ہوگئی ہے تو اس میں ایک upper متوسط طبقہ بھی شامل ہوگیا ہے۔اور وہ اس ذریعے کو استعمال کررہا ہے۔لیکن یہ بات کچھ سالوں سے بلکہ دو تین سال کی بات ہے۔آپ 2007ء سے ہی دیکھ لیں کہ 2007ء میں پاکستان ریلوے کے کرایے کیا تھے اور ابھی کیا ہیں۔اسوقت اگر آپ موازنہ کرلیں، میں مثال دے دیتی ہوں مجھے یاد ہے اسٹوڈنٹس بھی جاتے تھے دوسرے عام پبلک بھی جاتی تھی۔تو ہزار بارہ سو میں وہ سلیپر اور اے سی میں سفر کرسکتے تھے۔آج ہم دیکھتے ہیں کہ ساڑھے تین چار ہزار میں ایک بندہ یکطرفہ سفر کرتا ہے۔وہ بھی صرف لاہور تک اس سے آگے پشاور تک تو اس کا کرایہ اس سے بھی زیادہ ہے۔تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ بے انتہا زیادتی ہے۔کرایے تو اُوپر جاتے جارہے ہیں۔اور اسٹینڈرڈ اس سے بے انتہا نیچے جاتا جارہا ہے۔اگر آپ ایک ٹرین میں، ہمارا کوئی بھی ممبر مجھے پتہ نہیں کہ کسی نے ابھی کچھ سالوں میں ٹرین میں سفر کیا ہے یا نہیں؟ اگر آپ کسی ٹرین میں سفر کریں تو میرے جو جاننے والوں میں کچھ لوگوں نے بتایا کہ جی ہمارے ساتھ تو جانور بھی سفر کررہے تھے۔وہ اتنی ایمرجنسی میں تھے کہ عید کی ٹرین چل رہی تھی تو انہوں نے گدھے کو بھی اندر ڈال دیا۔تو گدھا بھی ادھر ہی کھڑا ہے اور عوام بھی اُدھر کھڑے ہیں۔economy میں وہ ٹکٹ دے رہے ہیں۔اور اُوپر کی کلاس کے جو tickets ہے وہ بلیک میں بِک رہے ہیں۔تو آپ اس سے اندازہ کریں کہ اس وقت جو انتہائی اہم ذریعہ ٹرین ہے اس میں کس طرح وہ اپنے مسافروں کو treat کررہے ہیں۔اس کے علاوہ میں سمجھتی ہوں کہ اگر آپ دوسرے صوبوں کی ٹرینوں میں سفر کریں وہ بے انتہا standard-wise ہیں۔یہاں ہماری صرف ایک جعفر ایکسپریس، جس طرح چنگیزی نے کہا شروع کی گئی تھی۔اور ہم بڑے خوش ہوئے کہ ایک نان اسٹاپ ٹرین شروع کی گئی ہے۔شروع میں تو اسکی حالت واقعی بہتر تھی لیکن اگر آپ اس کا موازنہ اب کچھ سالوں سے کریں تو وہ ایک انتہائی بدترین شکل اختیار کرگئی ہے۔اور اس کا بہت ہی عبرتناک سفر ہے۔اور آپ یہ سوچیں کہ اگر کوئٹہ سے لاہور تک ہی آپ سفر کریں۔ایک انسان ہے اس کی ضروریات ہیں اگر ٹرین میں پانی نہ ہو، بجلی نہ ہو اور کوئی اے سی کام نہ کررہا ہو تو وہ مسافر لاہور، کراچی یا اسلام آباد تک اُس کی کیا حالت ہوگی یہ بھی ایک سوچنے کی بات ہے۔باقی جہاں تک ہماری جو کچھ بے انتہا اہم ٹرینیں پہلے تو ذرائع ہی ہمارے پاس کم تھے۔پھر اس کے بعد جو اہم ٹرینیں ہیں پچھلے دنوں اخبار میں بھی آیا تھا۔ہم نے confirm بھی کیا بلوچستان ایکسپریس، اباسین ایکسپریس اور سندھ ایکسپریس اتنے بڑے رُوٹس پر بغیر کسی اطلاع کے بغیر کسی بات کے انہوں نے ان تینوں ٹرینوں کو بند کردیا ہے۔اور بلوچستان کے عوام کے پاس option بھی کم ہوگئے ہیں۔ہمارے پاس دوسرا option نہیں ہوتا کہ ہم اس میں شامل کریں۔

اس کے علاوہ اندورن صوبہ اس میں کوئٹہ چمن روٹ بے انتہا اہم تھا اور ٹرین بحال بھی کی گئی ہے۔ پچھلے دنوں اس کا ایکسیڈنٹ ہوا اور تمام بوگیاں اُلٹ گئیں۔ ٹرینوں کا ایکسیڈنٹ روزانہ کا معمول بن چکا ہے۔۔ اور ابھی تک ان بوگیوں کو اٹھانے کا کوئی سسٹم نہیں کیا گیا ہے۔ اور کوئٹہ ژوب پر یہ کہا گیا ہے کہ ہم پٹڑیوں کو چوڑا کریں گے پرانی پٹڑیاں اُٹھالی گئی ہیں لیکن ابھی تک اس پر کوئی دوسرا option نہیں ڈالا گیا ہے۔ اس پر بھی میں آپ کے توسط سے ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اس کے علاوہ کوئٹہ' ہرنائی اور سبی کے درمیان' بہت عرصے سے وہاں کے لوگوں کا ایک مطالبہ تھا کہ جی اس سیکشن کو بحال کیا جائے۔ چونکہ وہاں تجارت بھی ہے وہاں کی سبزیاں اور دوسری چیزیں لائی جاتی ہیں۔ تو ٹرین ان علاقوں کے لوگوں کے لئے بہت اہم ذریعہ تھی۔ لیکن اب چونکہ وہاں یہ سروس بھی بند کردی گئی ہے۔ تو میں یہ سمجھتی ہوں اور سب سے اہم بات یہ کہ اے سی اور economy آپ کے پاس صرف دو options ہیں ریلوے میں سفر کرنے کے۔ economy کی یہ حالت ہے کہ اس میں ایک عام آدمی انسان سفر کرسکے۔ بہرحال وہ سفر کررہے ہیں۔ لیکن سلیپر جس میں ایک عام طبقہ آسانی سے عزت سے سفر کرسکتا تھا اس کا کرایہ بھی مناسب تھا وہ بوگیاں ہی یہاں سے نکال دی گئی ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ جی ہم سوچیں گے کہ اس میں بوگیاں ڈالتے ہیں یا نہیں تو سر! آپ کے توسط سے میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ ٹرین ایک انتہائی اہم ذریعہ ہے نہ صرف اندورن بلوچستان بلکہ بیرون بلوچستان دوسرے صوبوں سے کنکشن کا نہ صرف تجارتی بلکہ سفر کے حوالے سے بھی اس میں ہم سمجھتے ہیں کہ بلوچستان کو بے انتہا ignore کیا جارہا ہے اور روز بروز اس کا اسٹینڈر گرتا جارہا ہے۔ میں سمجھتی ہوں جس طرح آپ نے پی آئی اے کے حکام بالا کو بلایا اور اُن کے سامنے ہماری شکایات رکھیں۔ اسی طرح اس شعبے میں بھی کیا جائے کیونکہ یہ وہ سیکشن ہے جس میں تمام لوگ easily سفر کرسکیں۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ جی محترمہ غزالہ گولہ صاحبہ!

محترمہ غزالہ گولہ بیگم (وزیر ترقی نسواں): بسم اللہ الرَّحمٰنِ الرَّحیم۔ جناب سپیکر! جس طرح کہ آج مشترکہ قرارداد پیش کی گئی۔ اور اس پر ہمارے ساتھیوں نے بات بھی کی۔ کیونکہ ریلوے کا مسئلہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔ او ہمارے عوام اس کے ساتھ وابستہ ہیں۔ تو میں بھی اسی چیز کو آگے لیکر چلوں گی جس طرح سے میرے ساتھیوں نے کہا کہ ٹرینوں کی حالت کو بہتر بنایا جائے ان میں یہ ایک چیز ہے جس طرح سے ابھی پیٹرول بڑھ رہا ہے اس کے ساتھ بسوں کے کرایے بڑھ رہے ہیں۔ لیکن ٹرین ایک ایسی چیز ہے اگر اس میں ایک دو بوگی لگادی جائیں تو لوگ اس میں travel بھی کریں گے اور انہیں اتنے کرایے کا فرق بھی نہیں پڑے گا۔ اور ٹرینوں کی

حالت صحیح بنائی جائے۔اور اباسین ایکسپریس، بلوچستان ایکسپریس اور سندھ ایکسپریس انکو بند کردیا گیا ہے۔ہم اس ایوان میں صوبائی حکومت کے طور پر ہم وفاقی حکومت سے بھی رجوع کریں کہ ریلوے کے کرایوں میں صوبے کی غربت کے تناسب سے کمی کے ساتھ ساتھ ٹرینوں کی حالت زار بہتر بنائی جائے۔ اور بندشدہ ٹرینوں کی آمدورفت دوبارہ بحال کی جائے۔میں زیادہ اس پر نہیں کہوں گی کیونکہ بات سب کے نالج میں ہے اور ہم یہی چاہتے ہیں کہ ٹرینوں کی حالت بہتر سے بہتر بنائی جائے۔تھینک یو جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی محترمہ نسرین کھیتران صاحبہ!

محترمہ نسرین رحمٰن کھیتران (صوبائی وزیر): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔تھینک یو جناب سپیکر! یہ قرارداد بہت اہمیت کی حامل ہے۔اس سے پہلے بھی 2008ء یا 2009ء میں ایک قرارداد ہم لوگوں نے اسی حوالے سے پیش کی تھی جس میں ملازمتوں کا بھی ذکر کیا گیا تھا کہ ہمارے بلوچستان کے جتنے بھی لوگ ہیں اسپیشلی ٹیکنیکل کیڈر کے لوگ یہاں نہیں ہیں۔بلوچستان کے مقامی لوگ نہیں ہیں اس لئے ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔پچھلے دنوں جب ٹارگٹ کلنگ کی بات ہوئی تو بہت سارے لوگ جو پنجاب سے، سندھ سے یا سرحد سے آئے تھے اُن کو انہوں نے forcibly، وہ چلے گئے یا خود انہوں نے، کچھ لوگوں نے نوکریاں چھوڑیں اور کچھ یہاں سے اپنا ٹرانسفر کر کے گئے۔لیکن میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہمارے بلوچستان کے جتنے بھی ٹیکنکل کیڈر کے لوگ ہیں ان کو تربیت دی جائے یہاں یا لاہور جہاں بھی جو دیتے ہیں۔اور اس ریلوے کو independent ہونا چاہیے تاکہ جب بھی ریلوے کا کوئی مسئلہ ہو تو اس کے لئے ہمیں پنجاب کا محتاج نہیں ہونا چاہیے یا ادھر سندھ کے لوگوں کو نہیں آنا چاہئیے۔کیونکہ آج کل جیسے ٹارگٹ کلنگ ہے اس میں لوگ رہنا بھی پسند نہیں کر رہے۔دوسرا یہ کہ یہاں سے student concessions پر ان کا ایک پیکیج تھا وہ بھی انہوں نے ختم کردیا۔اور یہاں سے کچلاک تک ایک ٹرین چلتی تھی جس سے کچلاک کے لوگوں کو تھوڑا ریلیف ملتا تھا وہ کبھی چلتی کبھی نہیں چلتی ایک دودن چلا کے پھر انہوں نے میرے خیال stop کردیا ہے۔اس کے علاوہ انہوں نے یہ بلوچستان کے جتنے بھی لوگ ہیں وہ mostly بلوچستان سے labour طبقہ اور service کے لوگ جو ہیں وہ پنجاب سے، سندھ سے اور خیبر پختونخوا سے آتے ہیں۔لیکن ان میں یہ ٹرین کے late ہونے کی وجہ سے بہت hurdles create ہوتے ہیں، اُنکے لئے problem ہوتے ہیں کچھ لوگوں کی نوکریاں چلی گئی ہیں کیونکہ ہمارے پاس ایک data ہے ان لوگوں کا جو وہاں سے وقت پر نہ آسکے۔اسپیشلی کوئٹہ میں تو ان کو سروس سے نکال دیا گیا ہے۔N.G.O's کے دوچار لوگوں کی میرے پاس ایسی رپورٹ ہے۔اس کے علاوہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آج سے دوتین

سال پہلے بھی اتنا زیادہ کرایہ نہیں تھا لیکن AC کا اور Lower AC کا کرایہ انہوں نے پھر 2009ء میں بڑھادیا تھا۔ اور اس میں میرا خیال ہے کہ ہمارے لئے بہت بڑا problem ہے۔ اور ہمیں اسے بہت serious لینا چاہیے۔ اور اس کو جیسے PIA کی solution کے لئے ہم نے اُن کے افسران کو بلایا۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ اسی طرح ہم ریلوے کے concerning officers کو بھی بُلا کے ایک میٹنگ یا بریفنگ لینی چاہیے۔ تھینک یو جی۔

جناب سپیکر: جی سلطان ترین صاحب!

جناب سلطان محمد ترین (وزیر جیل خانہ جات): بسم اللہ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ سب سے پہلے تو میں اس قرارداد کی تائید کرتا ہوں اور ساتھ یہ بھی بتاتا چلوں کہ اس میں میرا نام بھی شامل کیا جائے۔ یہ تو حقیقت ہے اباسین ایکسپریس، بلوچستان ایکسپریس اور سندھ ایکسپریس ان کو بند کیا گیا ہے اس پر میری معزز ایوان کے توسط سے گزارش ہے کہ ان کو جلد بحال کیا جائے۔ اور جو ہماری محترمہ راحیلہ درانی صاحبہ نے کہا کہ ہرنائی ٹرین اور ژوب ٹرین ان کو بھی جلد از جلد بحال کیا جائے۔ اور ساتھ جو صوبہ سرحد کا نام صوبہ پشتونخوا رکھا گیا ہے میں اپنی طرف سے اور عوامی نیشنل پارٹی کی طرف سے سب پشتون بھائیوں اور سب پاکستانی بھائیوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ تھینک یو۔

جناب سپیکر: جی سردار محمد اسلم بزنجو صاحب! اچھا جی کیپٹن عبدالخالق اچکزئی صاحب!

کیپٹن (ر) عبدالخالق اچکزئی (وزیر امور نوجوانان): بسم اللہ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ شکریہ جناب سپیکر! میں اس قرارداد پر اپنی مختصر گفتگو کرنے سے پہلے ایک point کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ زمرک خان صاحب نے آئینی کمیٹی کے حوالے سے اور باقی پارٹیوں کا اس میں role ادا کرنے کے حوالے سے بات کی' لیکن اس میں جو main character ' یہ سب کو پتہ ہے آپ کو بھی پتہ ہے ہمیں بھی پتہ ہے اور پورے عوام کو پتہ ہے پاکستان مسلم لیگ (ن) کا تھا جو اس میں ادا کر رہی تھی اور I don't know he missed that out . کہ اُس نے جان بوجھ کر اُس کا نام نہیں لیا لیکن ------

جناب سپیکر: نہیں اُنہوں نے تمام پارلیمانی پارٹیوں کا تذکرہ کیا۔

وزیر امور نوجوانان: سر! نہیں کیا ہے۔ باقی سب کا تذکرہ کیا لیکن PML کا نام نہیں لیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ چلو زمرک خان صاحب بھول گئے آپ کو point out کر دینا چاہیے تھا کہ بھئی اس میں بھی اِن کا بھی کوئی role تھا۔ لہٰذا اِن کا نام بھی شامل کیا جانا چاہیئے۔ secondly sir اِس قرارداد کے حوالے سے میں یہ

گزارش کرونگا کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ریلوے ایک انتہائی اہمیت کا جو ہمارا ادارہ ہے اور اس میں جو بھی کمزوریاں اور خامیاں ہیں انہوں نے point out کی ہیں اس کے اوپر improvement کی ضرورت ہے اور ہمیں کرنی بھی چاہیے۔ لیکن opportunities آتی ہیں قوموں کے پاس' اُن کو avail کرنا چاہیے۔ لیکن 70ء کے عشرے میں ہمارے پاس ایک opportunity آئی تھی جس میں جاپان گورنمنٹ نے پاکستانی حکومت سے یہ گزارش کی تھی کہ اُن کی جو ریلوے کے آس پاس زمین ہے اُس کی cultivation کے لئے انہوں نے یہ کہا تھا کہ آپ ہمیں یہ۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے رات حسبِ حال تو نہیں دیکھا ہے۔

وزیر امور نوجوانان: سر! آپ میری عرض سنیں۔ لہٰذا اُس کے اُوپر اُن کو دینا چاہیے تھا تاکہ ہماری ریلوے کا سسٹم بہتر ہو جاتا۔ لیکن یہ ہے کہ آج اس قرارداد کے ذریعے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے ہوتے ہوئے ہماری اسمبلی میں کوئی قرارداد پیش ہوگی اور اس کے اُوپر کوئی عملدرآمد بھی ہوگا۔ تو اس کی گنجائش نظر نہیں آرہی ہے' بہرحال ہماری یہ خواہش ہے کہ سسٹم کو بہتر کیا جائے۔ Thank you very much

جناب سپیکر: اسد بلوچ صاحب! سردار اسلم صاحب! میں نے آپ کو باری دی آپ اُدھر گئے' میں نمبر پر آتا ہوں۔ اسد بلوچ صاحب اس کے بعد سردار اسلم صاحب۔

میر اسداللہ بلوچ (وزیر زراعت): بِسم اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ تھینک یو جناب سپیکر صاحب! اس قرارداد کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے میں بھی کچھ بولوں۔ جناب سپیکر صاحب! جہاں تک ٹرینوں کا تعلق ہے' بلوچستان میں جب برطانیہ نوآبادیت کا دَور تھا تو اس زمانے میں برطانیہ نے یہاں کچھ پٹڑیاں بچھا دیں جو ابھی تک چل رہی ہیں۔ جب یہ ملک بنا' اُنہوں نے کوئی ایسی جامع پالیسی نہیں بنائی جس سے یہاں کی اکائیوں کو یا پورے ملک میں ایک ایسا ماحول پیدا ہو جو اس دنیا کی جدید ریس میں جو چیلنج ہے اُس کے برابر ہم آسکے۔ حیرانگی کی بات یہ ہے کہ بلوچستان میں 70% سڑکیں نہیں ہیں ٹرین تو دُور کی بات ہے۔ تو یہاں جب بھی ہم بات کرتے ہیں' جب ڈیمانڈ ہم کرتے ہیں یا وفاق سے پھر ہمیں دیکھنے میں یہ آتا ہے' اسمبلی کے سارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں' تین ارب روپے ہماری ڈویلپمنٹ کی جو اسکیم تھی وہ نہیں دے سکے ہم اربوں کھربوں روپے کی توقع رکھ رہے ہیں۔ سچائی اور حقیقت یہ ہے' اس سسٹم میں اس استحصالی نظام میں کچھ ملنے والا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کونسے تین ارب جو آپ PRP کی بات کر رہے ہیں کیا؟

وزیر زراعت: جناب! یہی جو ایم پی ایز سے انہوں نے کہا تھا دو کروڑ روپے دے دیئے باقی تو ابھی تک کسی کو

بھی نہیں ملا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: تو کیا وہ فنڈز ابھی تک نہیں آئے ہیں؟

وزیر زراعت: نہیں کسی کو بھی نہیں ملا ہے۔ ہمیں تو نہیں ملا ہے اگر آپ کے knowledge میں ہے تو اس کو open کیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ نے چونکہ تذکرہ کیا تو میں نے کہا کہ ذرا وضاحت ہو کہ مرکز سے ابھی تک فنڈز نہیں آئے ہیں۔

وزیر زراعت: جی ابھی تک نہیں آئے ہیں۔

جناب سپیکر: اچھا۔

وزیر زراعت: میرے knowledge میں تو یہی ہے۔ تو ہم اس کی مخالفت تو نہیں کر سکتے ہیں کئی قراردادیں تو کئی آئی ہیں کبھی ہوائی جہاز کے سلسلے میں کبھی ٹرینوں کے سلسلے میں کبھی وفاق سے ہم مانگتے رہے لیکن وہاں سے جواب آتا رہا۔ کیونکہ ہمارے ساتھ آقا اور غلام کا معاملہ ہے ہم غلام ہو کے مانگ رہے ہیں۔ آقا کی اپنی مرضی ہے کہ ہمیں دے یا نہ دے۔ اس لئے چاہت تو یہی تھی کہ اس دفعہ جو آئینی کمیٹی بنی ہے اگر مکمل صوبائی خودمختیاری دیتے اور تین subject مرکز اپنے پاس رکھتے۔ دنیا جہان میں یہی ہے باقی تمام اکائیوں کو دیتے ہم صرف بلوچستان کی تو بات نہیں کر رہے ہیں یہی فارمولہ پنجاب کے لئے' سندھ کے لئے' سرحد کے لئے اور بلوچستان کے لئے۔ لیکن خیر کچھ نہ کچھ تو ہوا۔ جہاں تک بلوچستان میں جو ظلم چل رہا ہے وہ اس عمل سے مطمئن نہیں ہیں۔ اور ہم اپنی قومی وسائل اور دولت کو کبھی نہیں بھولیں گے نہ ان کی ڈیمانڈ سے کبھی دستبردار ہونگے۔ اسی حوالے سے اس قرارداد میں ابھی میں پنجگور سے آیا وہاں میرے کافی visits تھے۔ جناب سپیکر صاحب! وہاں سڑکیں ہیں نہیں۔ ہمارے بیمار کراچی علاج کے لئے جاتے ہیں وہاں اکثر یہی ہوتا ہے کہ مریض راستے میں دم توڑ دیتے ہیں۔ تو اس میں اگر یہ شامل کیا جائے کہ پنجگور میں ہوائی جہاز کی سروس اگر روزانہ ہو جائے تو بہتر رہے گا۔ ہمارے لئے تو وہ بہت اہم ہے۔ کیونکہ ٹرینوں کا اگر مسئلہ ہے تو آدھے بلوچستان میں ٹرین کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ ذرائع مواصلات کی تو ہم بات کر رہے ہیں تو پورے بلوچستان کو ہم focus کر کے ہی بات کریں۔ جناب سپیکر صاحب! آپ سن رہے ہیں وہاں کوئی بول رہا ہے کیا؟

جناب سپیکر: نہیں disturbance ہو رہی ہے' آواز کہیں سے آ رہی ہے اگر گیلریز میں کوئی بول رہا ہے تو please خاموش رہے۔

وزیر زراعت: تو اِسی سلسلے میں اِس قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے اسی نکتے پر کہ اس میں پنجگور کے ہوائی جہاز کا جو سلسلہ ہے وہ ڈیلی اگر ہونا چاہیے تو ہمارے لئے بہتر رہے گا۔ مہربانی جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: سردار اسلم بزنجو صاحب!

سردار محمد اسلم بزنجو (وزیر آبپاشی و برقیات): شکریہ جناب سپیکر صاحب! آج جو مشترکہ قرارداد جو معزز اراکین نے پیش کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اس سے پہلے بھی بلوچستان اسمبلی میں' آیا بلوچستان اسمبلی کے لوگ' بلوچستان اسمبلی میں ہم جو قرارداد پیش کرتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ main وجہ یہی ہے کہ جو عوامی مسائل ہیں جیسے PIA کے حوالے سے پچھلے دنوں ہم نے ایک قرارداد پیش کی' آپ کی مہربانی سے PIA کا جنرل منیجر اور عملہ یہاں آیا اُنہوں نے ہمارے ساتھ میٹنگ کی۔ تو ان کے جنرل منیجر کے پاس کوئی اتھارٹی نہیں تھی کہ وہ ہماری باتوں کو سنتے اور ان پر عملدرآمد کرتے۔ اُنہوں نے آپ سے وقت مانگا کہ جی میں پندرہ اپریل کو آپ لوگوں کی قرارداد کے حوالے سے جو اعتراضات ہیں اس حوالے سے آپ لوگوں سے ملوں گا۔ آج یہ قرارداد ریلوے کے حوالے سے آئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو وفاقی ادارے بلوچستان میں ہیں وہ بلوچستان والوں کے لئے کوئی ایسا کام نہیں کر رہے ہیں جس سے بلوچستان کے لوگ مطمئن ہوں۔ چاہے وہ PIA ہو' چاہے ریلوے ہو' چاہے گیس ہو چاہے بجلی ہو۔ ابھی بجلی کے حوالے سے باقی صوبوں میں کتنے کتنے گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے اور ہمارے بلوچستان میں کتنے گھنٹے' یہاں ہم کوئٹہ میں بیٹھے ہوئے ہیں ٹھیک ہے شہری علاقہ ہے یہاں بجلی ہے لیکن آپ دیہاتوں میں چلے جائیں جہاں ہماری معیشت کا دارومدار زراعت پر بجلی پر ہے۔ وہاں اٹھارہ، اٹھارہ گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے اور باقی جو چھ گھنٹے ہیں ان میں بجلی کی وولٹیج اتنی low ہے کہ ہماری ایگریکلچر کی کوئی بھی مشنری جس پر ہماری زراعت منحصر ہے وہ بالکل نہیں چل رہی ہے۔ اور اس سال میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے زمینداروں کو اربوں روپے کا نقصان ہوگا کیونکہ انہوں نے مختلف اداروں اور کمیشن ایجنٹوں سے لیے ہیں وہ ان کے گلے میں آئیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ وفاق کو بلوچستان سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ جو اس کے ادارے بلوچستان میں ہیں کوئی پابندی نہیں ہے باقی صوبوں میں آپ اپنا اچھی طرح سے کام کریں لیکن بلوچستان کو ہمیشہ نظرانداز کیا ہے۔ ہمیشہ ہم کہتے ہیں کہ جی آپ ہمیں مکمل صوبائی خودمختاری دے دیں۔ تین چار subjects اپنے پاس رکھیں باقی ہمیں دیدیں۔ کس وجہ سے ہم فریاد کر رہے ہیں؟ ان زیادتیوں کی وجہ سے ہمیشہ یہاں شور شرابہ ہوتا ہے کوئی بھی ایسا نہیں ہے' ابھی میں آپ کو ایک مثال دیدوں ہمارے بلوچستان میں ایک دو بلوچ نوجوانوں نے ہمت کر کے ایک ٹی وی چینل ''وش ٹی وی'' کے نام سے

شروع کیا ہے۔آپ یقین کریں اس چینل کو ایک بھی اشتہار' بےنظیر انکم سپورٹ پروگرام ہے یا دوسرے جو وفاقی اشتہارات آتے ہیں ایک پانچ روپے کا اشتہار بھی اس چینل کو نہیں دیا جارہا ہے۔اس لئے تا کہ یہ بند ہو جائے حالانکہ ایک ہی چینل ہے جو بلوچی زبان میں ہے جس کو سارے گلف میں جو ہمارے بلوچ بھائی وہاں مزدوری کرتے ہیں یا پاکستان سے باہر جو بلوچ ہیں وہ سب اس سٹلائیٹ ٹی وی کو دیکھ رہے ہیں۔لیکن اس لئے اس کو بالکل نظر انداز کیا جارہا ہے تا کہ یہ چینل کسی طرح بند ہو جائے۔اور وہ عنقریب بند ہونے کو ہے۔میں سمجھتا ہوں ان قراردادوں سے جو ہم یہاں پاس کرتے ہیں جیسے ہماری بہن نے بتایا کہ پچھلی اسمبلی میں بھی ریلوے اور PIA' ملازمتوں کے حوالے سے اور missing persons کے حوالے سے قراردادیں پاس ہوئی تھیں۔ بتائیں آج تک ایک قرارداد پر بھی عملدرآمد ہوا ہے؟ تو ہم سمجھتے ہیں کہ ان کو کوئی دلچسپی نہیں ہے۔وہ ہماری قراردادوں کو جب آپ یہاں سے پاس کر کے بھیجتے ہیں میرے خیال میں وہ ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں۔جو متعلقہ لوگ ہیں ان تک ہماری قراردادیں پہنچتی بھی نہیں ہیں۔تو میں میڈیا کے دوستوں سے جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں یہ گزارش کرتا ہوں کہ بلوچستان اسمبلی میں جو بھی قرارداد پیش ہوتی ہے وہ عوامی مسائل پر ہم لوگ پیش کرتے ہیں۔کم از کم وہ اس کو highlight کریں۔اگر ایک دو اخباروں میں آتا ہے ہمارے جو بڑے اخبارات ہیں جنگ وغیرہ وہ تو ہماری ان قراردادوں کو یا ہماری باتوں کو بالکل اہمیت ہی نہیں دیتے ہیں۔تو آخر میں مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح آپ نے PIA والوں کو بلایا' اسی طرح ریلوے والوں کو بھی یہاں بلائیں ان کے بھی نمائندوں کو بلائیں اور اُن کو پابند کریں کہ وہ وہاں ریلوے والوں سے اختیارات لیکر آئیں PIA کی طرح نہیں کہ جی ہمارے پاس کچھ نہیں ہے آکے ہماری باتیں سن کر چلے گئے جی ہم اتنے دن میں جواب دیں گے۔جس محکمے والوں کو آپ بلاتے ہیں وہ اپنے محکمے سے اختیارات لے کر ہم لوگوں سے بات کریں۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: میر شاہنواز مری! اب شاہنواز صاحب کی باری ہے پھر آپ کو دیدونگا۔

میر شاہنواز خان مری (وزیر کھیل وثقافت): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر صاحب! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔یہ قرارداد جو آج ٹیبل کی گئی ہے مشترکہ قرارداد' تمام دوستوں نے اس پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ابھی اس میں کوئی ایسی بات رہی تو نہیں ہے کہ بلوچستان کو نظر انداز کیا جاتا ہے اور ہماری جتنی بھی قراردادیں ایک سال دو سال سے ہم نے پاس کی ہیں' مجھے ایک بھی قرارداد کا بتایا جائے کہ جس پر بیس فیصد بھی عمل ہوا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ ہم قراردادیں لاتے ہیں یہاں پیش کرتے ہیں اور اس پر بیس فیصد تک عمل نہیں

ہوتا۔ میرے خیال میں اس کا بھی یہی حشر ہوگا بہرحال کوشش کرنی چاہیے۔ میں آپ سے یہ request کرونگا جیسے آپ نے PIA والوں کو بلایا تھا اسی طریقے سے ریلوے کے جو حکام ہیں جو ذمہ دار ہے جیسے سردار صاحب نے کہا جو فیصلہ بھی کرسکتا ہو۔ ایسے آدمی نہیں جو کہے کہ میں بعد میں پوچھ کے آؤں گا۔ تو ایسے آدمی کو بلایا جائے جو فیصلہ کرنے کی قوت بھی رکھتا ہو اور اس کے powers بھی ہوں اُس کو بلا کے کم از کم اس قرارداد کے متعلق بات کی جائے اور اسپیشلی سبی ہرنائی سیکشن انگریزوں نے بنایا تھا اس کی حالت انتہائی خراب وہ بالکل بند ہی ہوگیا ہے اور لوگ تو اس کے جتنے بھی وہ ریلز ہیں وہ نکال کر باہر بیچ رہے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو بھی بحال کیا جائے اور یہی میری request ہے۔ جی Thank you very much

جناب سپیکر: میرے خیال میں پیر عبدالقادر کو ٹائم دیں پھر آپ کی طرف آتے ہیں۔ جی پیر صاحب!

پیر عبدالقادر گیلانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر! میں اِس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں لیکن زیادہ اس پر نہیں بولوں گا‘ تمام ساتھیوں نے اس پر بات کی لیکن اسد بلوچ صاحب کی بات کی میں پوری طرح سے تائید کرتا ہوں۔ اور میری بھی یہی statement ہے کہ وہاں ہماری قراردادوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ شاہنواز مری صاحب نے بھی یہی کہا کہ یہاں سے قرادادیں تو جاتی ہیں انہوں نے تو بیس پرسنٹ کہا میرے اندازے میں تو کسی قرارداد پر شاید 90% قراردادیں ایسی ہیں جن پر عمل ہی نہیں ہوتا۔ اب مجبوراً یہ بھی کرنا پڑیگا کہ ایک قرارداد لائی جائے کہ وفاقی حکومت ہماری قراردادیں بھی سن لے۔ تو اس طرح کی کوئی قرارداد لے آئیں تو شاید کل وہ سن سکے۔ لسبیلہ کے اندر‘ آواران، مکران پورا ہمارا کوسٹل ایریا‘ پورا آپ کا وڈھ کا علاقہ‘ خضدار کا علاقہ‘ قلات کا بیشتر علاقہ یہ بلوچستان کے بہت وسیع علاقے ہیں۔ جس طرح اسد بلوچ صاحب نے پنجگور کے حوالے سے کہا کہ وہاں PIA کی فلائٹوں کو زیادہ frequent کیا جائے۔ اس قرارداد سے تو اس کا تعلق نہیں لیکن بیشتر ایسے علاقے ہیں جہاں ریلوے کی سہولت ہی میسر نہیں ہے۔ پچھلے آٹھ، دس سال میں نہیں بلکہ بیس، پچیس سالوں میں یہ plan کئی دفعہ بنا کہ کراچی سے گوادر تک‘ مکران پورا cover ہوگا‘ لسبیلہ ہوگا پھر کوئٹہ سے لیکر گوادر تک ریلوے لائنیں بچھائی جائیں گی۔ لیکن اس پر کوئی پیشرفت نہیں ہو رہی جب ہمارے ساتھی نے یہ کہا کہ اگر دو تین ارب کے معاملے پر جو ایم پی ایز فنڈز کے لئے جاتا تھا عوامی اسکیموں کے لئے جاتا تھا اگر اس میں انہوں نے کٹوتی لگائی ہے جو کہ وفاقی حکومت نے commitments کی تھیں کہ ہم آپ کو دینگے۔ اُس میں اگر کٹوتیاں لگا کے تین ارب میں سے اگر ایک سوا ارب روپے دیدیا باقی پیسے روک لیے اب اپریل کا مہینہ شروع ہوگیا تو فنڈز کب آئیں گے؟ کب اُن کے ٹینڈرز ہونگے؟ کب وہ فنڈز خرچ ہونگے؟ تو اس پر کچھ

نظر نہیں آتا۔لیکن پھر بھی میں قرارداد کی تائید کرتا ہوں کہ شاید کسی کے کان پر جُوں رِینگ جائے اور ہمارے مسائل حل ہوجائیں۔جس طرح ہمارے ساتھیوں نے کہا کہ ہمارے پریس والے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی بلوچستان کے لوگ ہیں' ان پر بھی ایک ذمہ داری آتی ہے ہمارے اُوپر ذمہ داری ہے کہ ہمارے بلوچستان کے points کو جس طرح یہاں پر اُٹھایا جاتا ہے اسی طرح سے ہر جگہ اُٹھایا جائے۔آج کا میڈیا اتنا مضبوط ہوگیا ہے اگر وہ معاملہ میڈیا میں آجاتا ہے اور properly اُس کے اُوپر بات ہوتی ہے کام ہوتا ہے تو وہ معاملہ بڑے بڑے ایوانوں میں اور بڑی بڑی جگہوں پر جہاں وہ لوگ بیٹھے ہیں جن کے پاس اختیارات ہیں اُن کے کانوں تک بات پہنچ جاتی ہے اور کوئی نہ کوئی عمل ہوتا ہے۔قرارداد کے حوالے سے مجھے یہ کہنا تھا۔لیکن اس کے ساتھ آپ نے جو ٹائم دیا ہے اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں وفاقی حکومت کو تمام اراکین پارلیمنٹ کو اراکین آئینی کمیٹی کو پورے پاکستان کو بالخصوص اپنے پشتون بھائیوں کو اور خیبر پختونخوا کے تمام ساتھیوں کو' اے این پی کو' پشتونخوا کو سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ 18 ویں ترمیم کا جو مسودہ کمیٹی نے اپنا کام مکمل کرکے پارلیمنٹ بھجوایا ' اُس کے لئے اُن سب کو مبارکباد دیتا ہوں اور ساتھ میں اُمید رکھتا ہوں کہ اس پر جب بحث ہوگی تو مزید بہتری آنے کی جو وہاں باتیں ہورہی ہیں کہ بہتری آئیگی' انشاءاللہ وہ ہوگا۔آج کے اخبار کے حوالے سے میں صرف ایک خبر کی طرف آپ کی توجہ بھی دلواؤں کہ کنکرنٹ لسٹ کے حوالے سے کہا گیا تھا کہ ختم کی جارہی ہے لیکن آج کے اخبار میں آیا ہے کہ اس کو stages wise ختم کیا جائیگا۔تو میں اپنے ساتھیوں کی اور پریس والوں کی بھی توجہ دلوانا چاہتا ہوں کہ وہ stages کو ذرا بیان کردیا جائے کہ وہ اگلے پچاس سال کے stages میں یا اگلے چھ ماہ میں یا دو سال میں ختم ہوگی۔ورنہ یہ تو ہمارے ساتھ جتنے ہمیں وفاق کی طرف سے' کسی بھی ادارے کی طرف سے ہمیں جو sureties دی جاتی ہیں کہ جی آپ کے معاملے حل کئے جائیں گے اِن پر کوئی عمل نہیں ہوتا

Thank you very much

جناب سپیکر: جی زمرک خان صاحب!

انجینئر زمرک خان (وزیر مال): جناب سپیکر صاحب! پہلے تو میں عبدالخالق صاحب کا وہ شکوہ دُور کرونگا کہ انہوں نے کہا بیشک اس میں میاں صاحب کا بہت بڑا کردار تھا' ٹھیک ہے کچھ عرصے کے لئے اختلافات آئے بحران آیا آخرکار وہ حل ہوگیا اس پر بھی میں مسلم لیگ (ن) کے ساتھیوں کو' میاں صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اور دوسرا جو یہ قرارداد پیش ہوئی ہے اِس کے حوالے سے ریلوے کے حوالے سے بہت سی قراردادیں آئی ہیں ہمارے ہرنائی کے حوالے سے ہم نے قرارداد پیش کی ژوب کے حوالے سے ہم نے قرارداد پیش کی کہ یہ جو

ٹریکس ہیں یہ بحال ہو جائیں۔ جس طرح اسد صاحب نے کہا یہ تو وہی انگریزوں کے وقت کے جو ٹریکس ہیں وہی بنے ہوئے ہیں، وہی انجن ہیں جو چل رہے ہیں۔ باقی صوبوں میں تو انجن change ہو گئے ہیں۔ ہمارے بلوچستان میں میرے خیال سے وہی چالیس، پچاس سال پرانے جو انجن ہیں وہ استعمال ہو رہے ہیں۔ کس طرح لوگ ان میں سفر کرینگے، کس طرح ہم ان کو بہتر بنا سکتے ہیں؟ ٹیکنالوجی نئی ہونی چاہیے۔ آپ اگر دیکھ لیں یہاں سے تفتان تک اگر آپ ٹرین میں سفر کریں تو آپ تین دن میں پہنچ جائیں گے۔ اور by road جب آپ جائینگے تو دس گھنٹے میں پہنچ سکیں گے۔ تو لوگ پاگل تو نہیں ہیں کہ ٹرین میں سفر کرینگے۔ یہاں سے چمن تک آٹھ گھنٹے کی مسافت ہے اور by road ڈھائی گھنٹے کی۔ ہمیں تو پہلے یہ پرانا سسٹم ختم کر کے نئی ٹیکنالوجی نیا سسٹم لانا چاہیے۔ اور کرایے بھی کافی بڑھا دیئے ہیں۔ میرے خیال سے ہم لوگ یہاں سے لاہور تک پانچ سو روپے میں سفر کرتے تھے آج ڈھائی، تین ہزار یا چار ہزار میں کرتے ہیں۔ میں خود گیا تھا بلور صاحب سے میں نے میٹنگ کی تھی اور جعفر ایکسپریس کا پورا سسٹم خراب تھا اس میں پانی تھا نہ کچن۔ میں نے خود request کی کہ اس کو ٹھیک کیا جائے۔ اس نے آرڈر تو دیدیئے لیکن ابھی تک میرے خیال سے اس پر عملدرآمد نہیں ہوا ہے۔ تو یہ جو ٹرین ہے اس کا سارا سسٹم نیا کرنا چاہیے۔ ابھی PIA کے حوالے سے میں آپ کو بتاؤں۔ جس دن آپ نے میٹنگ بلائی تھی اور انکے جی ایم آئے تھے۔ اس دن آپ سے میں نے کہا کہ میں کراچی جا رہا ہوں اور کراچی سے میں اسلام آباد، کوشش کر رہا ہوں کہ اسلام آباد پہنچ جاؤں۔ اور وہاں ہماری قومی اسمبلی کا ایک کیس ہو رہا تھا اس کیس کے لئے میں نے پہنچنا تھا۔ میں نے یہاں سے ٹکٹ لیا چار بجے کا جہاز ژوب سے آرہا تھا اور اسی جہاز سے مجھے کراچی جانا تھا اور سات بجے مجھے اسلام آباد پہنچنا تھا۔ وہ جہاز رات ایک بجے پہنچا۔ اس کے گواہ ہیں نو گھنٹے ہم نے ائیر پورٹ پر انتظار کیا۔ ابھی تو PIA کی حالت بھی ریلوے کے برابر ہو گئی ہے ہم تو آگے اسلام آباد پہنچنے کی کوشش کر رہے تھے۔ تو آپ سے میں یہ request کرونگا صرف یہ درخواست کروں گا کہ آپ کے PIA والے آئے آپ اس پر stand لے لیں ہمیں چھوڑ دیں۔ وہ تو ایسے بیٹھے ہوئے تھے اُن کو کرایوں کا پتہ نہیں تھا۔ جو آپ اور ہم میں نے لسٹ ان کو دیدی کہ یہاں سے کراچی اور کراچی سے اسلام آباد کا کرایہ یہ ہے۔ وہ جان بوجھ کے ہمارے ساتھ اسطرح کرتے ہیں یہ نہیں ہے کہ ان کو پتہ نہیں ہے۔ ایک جی ایم ہو کے اس کو کچھ پتہ نہیں ہے؟ اُس کو سب کچھ پتہ ہے اس کو سب knowledge ہے اس کو سب کرایوں کا پتہ ہے اس کے شیڈول کا پتہ ہے۔ اور کوئٹہ کا جہاز آج تک ٹائم پر نہیں آیا ہے۔ کل ہم اسلام آباد سے آرہے تھے ڈیڑھ گھنٹہ ہمیں ایئر پورٹ پر بٹھایا گیا صادق صاحب تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں تو اخبار میں دونگا کہ ہم احتجاجاً

اپنے آپ کو آگ لگانے کی کوشش کرینگے۔ یہ ہماری حالت ہے یہ لوگ کیا کرتے ہیں جو جہاز لندن اور دبئی سے آتے ہیں وہی جہاز کوئٹہ کے لئے لگاتے ہیں۔ اگر وہ وہاں سے دو گھنٹے لیٹ ہو گیا آپ کا جہاز یہاں دو گھنٹے لیٹ ہوگا۔ کبھی ٹائم پر نہیں پہنچتا ہے۔ آپ ان کو یہ بتا دیں کہ ایک ٹائم تو رکھ لیں۔ دس بجے اگر کوئٹہ اسلام آباد، اسلام آباد کوئٹہ چلتا ہے تو ان کو کہہ دیں کہ ایک ہی ٹائم۔ آپ کا کبھی ایک ٹائم نہیں ہوتا ہے کبھی نو بجے ہوتا ہے کبھی بارہ بجے ہوتا ہے کبھی تین بجے ہوتا ہے کبھی چھ بجے ہوتا ہے کبھی آٹھ بجے۔ یہ کیوں؟ یہ اس لئے کہ ان کو اگر کوئی جہاز مل گیا وہاں سے آتے ہوئے تو آپ کے لئے لگا لیتے ہیں ورنہ کوئٹہ کراچی اسلام آباد، پشاور یا لاہور اس طرح نہیں ہوتا ہے ہماری ٹرینوں کی بھی یہی حالت ہے اگر ان کو فائدہ ہوگا تو چلائینگے نہیں تو بند کر دینگے۔ اس صوبے کو انہوں نے کس طرح چلانا ہے صوبے کے عوام کو اسی طرح چلائینگے اگر کچھ نقصان ہوگا تو لاہور سے اس کو پورا کریں اسلام آباد سے پورا کریں پھر بلوچستان کو چلائیں۔ نہیں وہ اس وقت چلائینگے کہ بلوچستان کے عوام کے خون کو چوس کے پھر اس صوبے کو وہ چلائینگے other wise یہ وفاق کا کوئی contribution نہیں ہے کہ وہ ہم پر احسان کرینگے کہ جی ہم نے آپ کو ریلوے نظام دیا ہوا ہے ہم نے آپ کو PIA کا نظام دیا ہوا ہے ہمارے روڈز کس طرح ہیں سارا کیمونیکیشن سسٹم خراب ہے اگر جہاز میں جائیں تو نہ ہم کسی میٹنگ میں شرکت سکتے ہیں نہ کسی شادی میں نہ کسی کے جنازے میں۔ تو یہ حالت ہے ریلوے کے لئے تو ہم یہی request کرینگے کہ آپ ان کو بلا لیں یا کوئی کمیٹی بنا لیں کہ وہ بلور صاحب سے ملے یا PIA کا جو بھی ہے وہ کس منسٹری کے ساتھ ہے ان کو آپ بلا لیں اس پر stand لے لیں۔ ان کو آپ نرمی سے نہیں کہیں نرمی سے واللہ باللہ یہ لوگ مانیں۔ اور ویسے تو نہیں دے رہے ہیں سختی سے ہم اس پر عملدرآمد کروائیں ان سے میٹنگ کر کے اس مسئلے کو حل کریں۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: عبدالرحمٰن مینگل صاحب!

میر عبدالرحمٰن مینگل (وزیر معدنیات): شکریہ جناب سپیکر! مشترکہ قرارداد جو آج table ہوئی ہے میں اس کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ لیکن جناب سپیکر! اس سے پہلے کئی قراردادیں اس اسمبلی میں پیش ہوئی ہیں۔ آج تک کسی ایک قرارداد پر عملدرآمد ہوا ہے جس کی مجھے مثال ملے تاکہ میں مطمئن ہو جاؤں۔ ہم قرارداد پیش کرتے جا رہے ہیں لیکن ان پر کچھ عمل نہیں ہو رہا ہے۔ یہ قراردادیں کیوں پیش ہو رہی ہیں؟ اس لئے کہ بلوچستان کے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے۔ ان چیزوں کو ہم highlight کرتے ہیں اس ایوان کے توسط سے' آپ کے توسط سے کہ ایک ہماری آواز ہے جو اسلام آباد تک پہنچ جائے تاکہ ہمارے یہ مسئلے حل ہو جائیں۔ یہ مجھے بالکل

یقین نہیں ہے کہ ہم یہ قرارداد پیش کریں یا مزید جو بھی قرارداد آئینگی ہم پیش کرتے چلے جائیں تو اُن پر عملدرآمد ہوگا۔ اسمبلی کا اجلاس ہوتا ہے تو ظاہر ہے مسئلے مسائل ہوتے ہیں قرارداد کی صورت میں یا پوائنٹ آف آرڈر کی صورت میں ہم نشاندہی کرتے ہیں' پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اِسی لئے یہ واویلا پچھلے ساٹھ سال سے ہورہا ہے کہ صوبوں کو مکمل صوبائی خودمختاری دی جائے۔ جس طرح دوستوں نے ذکر کیا کہ تین چار subjects کے علاوہ باقی تمام اختیارات صوبوں کے حوالے کئے جائیں۔ ابھی 18 ویں ترمیم کا مسودہ پیش کیا گیا ہے اس پر کہہ رہے ہیں نہ ہونے سے کچھ مل رہا ہے تو یہ بھی بہتر ہے۔ لیکن یہ ساٹھ سال کے بعد اگر یہ 18 ویں ترمیم کا مسودہ پیش ہوگیا اس پر عمل ہوگا یا نہیں یہ وقت بتادیگا۔ بہرحال جس طرح ریلوے کا ذکر ہورہا ہے اس قرارداد کے حوالے سے' ریلوے کے دوتین جو سروسز تھیں اباسین ایکسپریس، بلوچستان ایکسپریس اور سندھ ایکسپریس یہ بند ہوگئی ہیں' باقی ایک دو جعفرا یکسپریس اور کوئٹہ ایکسپریس یہ ایسی ٹرینیں ہیں جس طرح دوستوں نے کہا کہ اِن میں کچھ سہولت نہیں ہے۔ ہمارے پسنجر' بلوچستان ویسے بھی پسماندہ ہے غربت بہت زیادہ ہے لوگ مجبوراً ان ٹرینوں میں سفر کرتے ہیں تو ان ٹرینوں میں مزید سہولتیں دی جائیں اور یہ تین بند ٹرینوں کو دوبارہ باقاعدگی سے چلایا جائے۔ اور وفاقی گورنمنٹ سے دوبارہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اپنی اس 18 ویں ترمیم پر جو رضا ربانی صاحب نے پیش کی ہے غور کیا جائے ان میں صوبوں کو مکمل صوبائی خودمختاری دی جائے تاکہ آئندہ صوبوں کو قراردادیں پیش کرنے کی نوبت ہی نہ آئے اور وہ اپنے مسائل خود حل کریں۔ تھینک یو جناب سپیکر!

جناب سپیکر: عین اللہ شمس صاحب! حبیب صاحب! ایک منٹ۔ سب کو باری ملے گی۔

حاجی عین اللہ شمس (وزیر صحت): جناب سپیکر! آج جو قرارداد پیش ہوئی میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے حوالے سے اِس نوعیت کی جتنی بھی قرارداد ہیں وہ تقریباً ہمارے تمام اراکین اسمبلی کے درمیان متفقہ ہیں۔ اس لیے کہ زندگی کا ایسا کوئی شعبہ جو فیڈرل سروسز سے متعلق ہو اور اس میں ہم پسماندہ نہ ہوں اس میں ہم مشکلات کا شکار نہ ہوں اس میں ہم مجبور نہ ہوں اس میں ہم نظرانداز نہ ہوں یہ تو طے شدہ ہے۔ اس قرارداد کی میں بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو جو آج آئینی کمیٹی کا مسودہ پیش ہونے جارہا ہے اس پر بھی اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ سب سے پہلے کہ ایک دعویٰ کیا جارہا تھا ایک مطالبہ کیا جارہا تھا بین الاقوامی سطح پر بھی اور ہماری نادیدہ قوتیں بھی' نیو سوشل کنٹریکٹ کی بات کررہی تھیں۔ ان کا خیال یہ تھا یا خواہش یہ تھی کہ اس ملک کا جو آئین ہے اور آئین کی زبان میں اس ملک نے کلمہ پڑھا ہے ذرا اس کو سیکولر بنایا جائے۔ تو میں آئینی کمیٹی میں شامل تمام جماعتوں کو' چاہے وہ قوم پرست ہوں' چاہے وہ نیشنلسٹ ہوں' چاہے وہ مذہبی جماعتیں ہوں'

چاہے وہ لسانی جماعتیں ہوں اُن سب کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اتفاق رائے سے اس ملک کو اسلامی رہنے دیا جس کے بنیادی خدوخال کو انہوں نے نہیں چھیڑا۔ اسلام سے متعلق جتنے بھی دفعات تھے ان کا مکمل تحفظ کیا گیا۔ اس بنیاد پر میں ان سب جماعتوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہماری قرارداد مقاصد جو اس آئین کی بنیاد ہے اس کو من وعن برقرار رکھا۔ دوسری طرف NWFP کی اسمبلی نے جو قرارداد پاس کی تھی پشتونخوا کے لیے یہ پشتونخوا کا حق تھا اُسے مل جانا چاہیے تھا کوئی احسان نہیں تھا۔ لیکن افسوس کہ ایک صوبے نے اپنے بُغض وعناد کا مظاہرہ کرتے ہوئے اضافہ اُسکے ساتھ رکھ دیا۔ اگر ہم اب مطالبہ کریں کہ ہم پنجاب کے ساتھ سرائیکستان کا اضافہ کریں گے تو کیا وہ برداشت کریں گے؟ وہ ہمیں فوراً کہہ دیں گے کہ خاموش۔ لیکن ہم یہ ضرور کہیں گے کہ پشتونخواہ کے ساتھ اور کسی لاحقے کی ضرورت نہیں تھی۔ پشتونخوا صوبے کے عوام کی یہ متفقہ قرارداد تھی۔ ایم ایم اے کے وقت بھی اُس سے پہلے بھی اور اُس کے بعد بھی۔ اور یہ ولی خان اور نواز شریف کے درمیان طے شدہ بات تھی کہ ہم اس صوبے کا نام پشتونخوا رکھتے ہیں۔ اگر پشتونخوا کے عوام کو پشتونخوا لفظ محبوب ہے تو خیبر کا لاحقہ جس نے بھی لگایا ہے یہ قابل مذمت ہے۔ اور اس کی میں مذمت کرتا ہوں یہ نہیں ہونا چاہیے۔ اور پشتونخوا کی کامیابی پر میں تمام جماعتوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے فراغ دلی کا مظاہرہ کیا اور اس نام کو جو ان کا مطالبہ تھا رکھ دیا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی محترمہ! حبیب صاحب! Lady کو دیں پھر آپ کو باری دیں گے۔

محترمہ شاہدہ رؤف: شکریہ جناب سپیکر! ویسے تو اس کے اُوپر تفصیلی discussion ہو چکی ہوئی ہے ایک دو points ہیں جن کو میں raise کرنا چاہوں گی۔ سب سے پہلے تو میرے knowledge وفاقی حکومت آنے والے دنوں میں دوسو کوچز چائنا سے منگوا رہی ہے۔ تو میں چاہتی ہوں کہ اس موقع کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے ہمیں سب سے پہلے تو اُن سے، چاہے یہ آپ اپنی ذمہ داری پر کریں یا پورے House کی طرف سے، یہ ایک تجویز ہے کہ وفاقی حکومت کو پابند کیا جائے کہ جو دوسو کوچز آ رہی ہیں چائنا سے اس میں بلوچستان کے لیے اسپیشل کوٹہ رکھا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ باقی صوبوں سے جتنے ناکارہ انجن ہیں یا کوچز ہیں وہ بلوچستان کو دے دی جائیں اور جو نئی کوچز آ رہی ہیں وہ باقی صوبوں کو فراہم کر دی جائیں۔ اور ایک دو اور points ہیں۔ ریلوے کے اپنے ایک اعداد و شمار کے مطابق 1952ء سے لیکر اب تک پسنجرز میں 400% اضافہ ہوا ہے تو یہ بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ ایک تو آپ کو پسنجرز اتنی بڑی تعداد میں مل رہے ہیں۔ اس کے باوجود بھی آپ وہاں سے ٹرینوں کو نکال دیتے ہیں، بوگیاں ختم کر دیتے ہیں۔ اُن میں جو سلیپر کمپارٹمنٹس تھے اُن کو ختم کر دیا گیا۔ جب آپ کو ایک

اتنی بڑی تعداد میں یہاں سے مسافر مل رہے ہیں' بجائے یہ کہ آپ ٹرینوں کا اضافہ کریں آپ ان کو بند کر رہے ہیں۔ تو اس چیز کے اوپر ذرا نظر ڈالی جائے اور ان سے مطالبہ کیا جائے۔ ایک چیز اور کہ روزانہ ہم اخبار اُٹھاتے ہیں' تو جو چیزیں ہمیں پڑھنے کو ملتی ہیں۔ سبی کے قریب انجن فیل ہو گیا فلاں جگہ فیل ہو گیا جیکب آباد کراس نہیں کی وہاں فیل ہو گیا۔ اور اس کے بعد اس گرمی کے موسم میں جو لوگوں کو اسپیشلی عورتوں اور بچوں کو جس مشکل حالات سے گزرنا پڑتا ہے۔ ابھی دو تین دن پہلے اخبار میں پڑھ کر دیکھ رہی ہوں کہ چلتن ایکسپریس کا انجن ایسی جگہ پر فیل ہوا ہے جہاں مسافروں کو پینے کا پانی بھی دستیاب نہیں تھا۔ اور چار گھنٹے بعد دوبارہ انجن وہاں پہنچا ہے اور وہ ٹرین چلی ہے۔ تو یہاں سے اندازہ لگالیں کہ لوگ اپنی سہولت کے لیے pay کر رہے ہیں۔ لیکن اُن کو سوائے مشکل اور دشواری کے اور کچھ بھی نہیں مل رہا ہے۔ اس میں کمزور لوگ بھی سفر کر رہے ہیں' بچے بھی ہیں خواتین بھی ہیں لوگ جن حالات سے گزر رہے ہیں تو بہتر ہے کہ اس میں پھر سفر ہی نہ کریں۔ دوسری بات کرایوں کی تھی کہ جتنی تیزی سے کرایے بڑھائے جا رہے ہیں اور ٹکٹس جو بلیک میں فروخت ہوتے ہیں اس کا ضرور نوٹس لیا جائے۔ ایک ہفتہ پہلے ہم ریلوے اسٹیشن گئے کہ ہم نے بکنگ کروانی ہے وہاں آپ کو ایک ہی جواب ملے گا کہ جی سیٹس نہیں ہیں۔ آپ ٹرین چلنے سے صرف دو منٹ پہلے چلے جائیں سو دو سو روپیہ کسی کو دیکھا دیں آپ کو اپنی پسند کی سیٹ مل جاتی ہے۔ تو اس وقت سیٹس کہاں سے available ہو جاتی ہیں۔ جو ہفتہ پہلے نہیں تھیں وہ at the spot آپ کو کہاں سے مل جاتی ہیں۔ تو ان چیزوں کو ضرور مد نظر رکھا جائے۔ ایک اور بات کہنا چاہوں گی کہ جس طرح ہم نے پی آئی اے والوں سے بریفنگ لی اور ان کے جو متعلقہ لوگ تھے ان کو ہم نے یہاں بلایا۔ تو آپ اپنے sources سے ریلوے کو بھی ان چیزوں کا پابند کریں کہ ان کے جو ذمہ دار لوگ ہیں وہ آئیں ہمارے پاس بیٹھیں ہم اُن سے اس چیز پر discuss کریں اور ہمارے جو تحفظات ہیں ہم ان تک پہنچائیں۔ تھینک یو۔

جناب سپیکر: حبیب الرحمٰن محمد حسنی صاحب!

میر حبیب الرحمٰن محمد حسنی (وزیر بی۔ واسا اور QGWSP): شکریہ جناب سپیکر! یہ مشترکہ قرارداد نمبر 53 جو آج پیش ہوئی ہے میں اس کی حمایت کرتا ہوں۔ اور جس طرح دوستوں نے بتایا کہ اس اسمبلی سے پہلے بھی جتنی قراردادیں پیش ہوئی ہیں آج تک ہم نے نہیں دیکھا کہ کسی ایک پر عملدرآمد ہوا ہے۔ بعد میں جب آغاز حقوقِ بلوچستان پیکیج پیش کیا گیا تو ہمیں بتایا گیا کہ دو سال یا چار سال تک جتنی قراردادیں ہیں اُن پر مکمل عملدرآمد کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: حبیب صاحب! میں صرف یہ یاد دلاؤں کہ ایک بجے جمعے کی نماز ہوتی ہے اسمبلی کی اس لیے یہ ذہن میں رکھیں۔

وزیر پی۔واسا اور QGWSP: میں صرف دو منٹ لوں گا۔تو کہا گیا کہ آغاز حقوق بلوچستان میں رکھا گیا ہے کہ جتنی قراردادیں ہیں اُن پر عملدرآمد کیا جائے گا۔نوکریوں اور روزگار دلانے کے حوالے سے کہا گیا تھا ابھی تک کسی پر بھی عملدرآمد نہیں ہوا۔میں وفاقی حکومت سے request کرتا ہوں جو کہا گیا ہے جو کاغذوں میں ہے کم از کم ان پر تو عملدرآمد کیا جائے۔اس کے علاوہ جو قرارداد پیش ہوئی ہے ریلوے کے حوالے سے ریلوے دنیا بھر میں ایک بہترین سہولت عوام کو دے رہی ہے' مگر یہاں سہولت تو دُور کی بات ہے یہ ایک زحمت بن کر رہ گئی ہے۔ہم 20 سال سے سن رہے ہیں کہ یہ بہتر ہوگی۔اس میں بہتری بہت مشکل ہے جس طرح سے ایک ٹرین یہاں سے کراچی تک جاتی ہے تو 15 گھنٹے لیٹ ہے 20 گھنٹے لیٹ ہے تو اس میں بہتری بہت مشکل ہے اگر کچھ گھنٹہ لیٹ ہوتی تو ٹھیک ہے وہ cover ہوجاتا۔اور اسی طرح جب انگریزوں کے زمانے سے جو ریلوے ٹریکس بچھائے گئے ہیں جو انجن اور ڈبے ہیں یہ اُسی زمانے کے ہیں ابھی تک چل رہے ہیں اسکے بعد بلوچستان میں کہیں بھی ایک شہر تک بھی اسکو extand نہیں کیا گیا ہے وہی ریلوے ٹریکس ہیں extand کرنا تو دُور کی بات ہے جو پرانے تھے ان میں سے بھی کئی تقریباً بند ہوگئی ہیں۔تو میں سمجھتا ہوں ان حالات میں بہت مشکل ہے کہ ان میں بہتری ہو۔اس میں یہ تجویز بھی رکھی جائے کہ اگر یہ وفاقی گورنمنٹ سے نہیں ہوسکتا تو مہربانی کر کے اس کو پرائیویٹائز کیا جائے کسی بڑی کمپنی کو تا کہ شاید وہ اس میں کچھ بہتری لائے اپنی بزنس کے حوالے سے۔ان میں تو یہ ہوسکتا ہے بہتری کے آثار ہوسکتے ہیں۔اس طرح ہم سنتے آرہے ہیں۔اور آج تک اس پر عملدرآمد نہیں ہوا ہے۔اس کے علاوہ کچھ سال پہلے گوادر،پنجگور،خاران اور دالبندین کا ایک سروے ہوا تھا حکومت پاکستان نے اور ریکوڈک والوں نے کیا تھا ایک تو ریکوڈک والوں نے کیا تھا ایک حکومت پاکستان نے گوادر کو پنجگور،خاران،کوئٹہ اور دالبندین کے ساتھ connect کرنے کے لیے سروے کیا گیا تھا۔مگر اس پر بھی ابھی تک کچھ نہیں ہوا۔اور ان کا پروگرام تھا کہ اس کو connect کیا جائے گا۔میں سمجھتا ہوں کہ اس کو بھی اس قرارداد میں شامل کیا جائے کہ اس کو اگر کرنا ہے تو اس کو بھی اس میں ڈال دیا جائے۔اسکے علاوہ جناب! کرایوں کے حوالے سے جو بات کی گئی۔ٹرین کے حوالے سے غریب لوگ اس میں سفر اس لیے کرتے ہیں کہ اس کا کرایہ کم ہوتا ہے۔حالانکہ بیس،بیس گھنٹے بھی لیٹ ہوتی ہے پھر بھی لوگ اسی میں سفر کرتے ہیں۔مگر اس کا کرایہ اتنا بڑھا دیا گیا ہے کہ اس میں غریب بھی سفر نہیں کرسکتے ہیں ٹکٹوں کا بھی یہی حال ہے کہ وہ بلیک

میں بیچتے ہیں۔ یہ تو ریلوے ہے پی آئی اے کا بھی یہی حال ہے۔ اگر 120 سیٹ ہیں تو 150 ٹکٹ OK جاری کیے جاتے ہیں کئی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ جو OK ٹکٹ تھے وہ لوگ واپس گئے ہیں اذیت میں رہے ہیں۔ تو پی آئی اے والوں کو تو آپ نے بلایا ابھی پتہ نہیں کہ اس میں کیا ہوگا کیا نہیں ہوگا۔ اسی طرح ریلوے والوں کو بھی بلایا جائے ان سے بھی کہا جائے۔ اس کے علاوہ آج قومی اسمبلی میں آئینی پیکیج کے حوالے سے جو بل پیش کیا گیا ہے جس میں صوبہ سرحد کا نام ''خیبر پختونخوا'' کی تجویز دی گئی ہے اُمید ہے کہ ہو جائے گا۔ اس کے لیے میں صوبہ سرحد کے دوستوں کو خاص کر اے این پی کے لوگوں کو جن کی ہمیشہ سے یہ ڈیمانڈ رہی ہے۔ 60 سال بعد پاکستان کے نقشے پر اُن کا نام آ رہا ہے، میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: نہیں۔ راحیلہ! please آپ نے بات کر لی۔ سرور صاحب! آپ please۔ نہیں آپ اُس وقت دیکھتے۔ دیکھیں اگر آپ کہیں گے میں نماز کے بعد اجلاس دو بجے پھر بُلا لوں؟

محترمہ راحیلہ درانی (وزیر پراسیکیوشن): جناب سپیکر صاحب! ایک منٹ sir۔ کچھ نماز کا وقفہ نہیں ہوگا۔ میں صرف اپنی طرف سے، محترمہ نسرین اور تمام عورتوں کی طرف سے جو تمام پارلیمانی جماعتوں کو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی ٹھیک ہے۔

وزیر پراسیکیوشن: جنہوں نے خیبر پختونخوا کے نام کی تجویز دی میں بھی اس کی حمایت کرتا ہوں خاص طور پر پیپلز پارٹی اور اے این پی کے دوستوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ ok جی convey ہو گیا۔ جی سرور صاحب! منسٹر لیبر۔

مولانا محمد سرور موسیٰ خیل (وزیر محنت و افرادی قوت): شکریہ جناب سپیکر! میں ریلوے کے حوالے سے اس ہاؤس کے ممبران صاحبان کی طرف سے پیش کردہ قرارداد کو support کرتے ہوئے گزارش کروں گا کہ اس میں ایک ترمیم شامل کی جائے۔ کیونکہ قرارداد میں صرف یہ ہے کہ جی ریلویز کی حالت ٹھیک ہو۔ اور کرایہ کم کیا جائے۔ جبکہ بنیادی چیز میرے خیال میں یہ نہیں ہے بلکہ بنیادی چیز یہ ہے جناب سپیکر! کچھ علاقوں کے لیے ریل کا نظام تھا۔ وہاں کے لوگوں کے لیے معاشی لحاظ سے روزگار کے لحاظ سے کاروبار کے لحاظ سے بہت بڑا فائدہ تھا۔ اس کے بند ہونے سے جناب سپیکر! وہ لوگ انتہائی پریشانی کے عالم میں ہیں اور مہینے کے لحاظ سے لاکھوں کا ہر بندے کو نقصان ہو رہا ہے۔ میں اس علاقے کی نشاندہی کرتے ہوئے جناب سپیکر! عرض کروں گا کہ ہرنائی آپ بھی جانتے ہوں گے یہ زراعت کے لحاظ سے بلوچستان کی ان اضلاع میں شامل ہے جو پہلے نمبر پر ہے۔ اُس کا جو ماڑو کدو ہے وہ آپ نے بھی کھایا ہوگا جناب سپیکر! اس کا کھانا سنت بھی ہے آپ ضرور کھائیں۔

انتہائی لذیذ قسم کا کدو ہے جو ہرنائی سے آتا ہے۔ تو اس کے علاوہ جناب سپیکر! سبزیات کے حوالے سے ہرنائی پہلے نمبر پر ہے اور وہ سبزی وہاں سے سبی، پنجاب، سندھ وغیرہ سپلائی ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ ہرنائی معدنیات کے لحاظ سے بھی پہلے نمبر پر ہے۔ جس میں کوئلہ ہے تو شاہرگ اور ہرنائی proper بہت بڑے ذخائر ہیں۔ وہ کوئلہ اس ٹرین کے ذریعے جناب سپیکر! سندھ اور پنجاب منتقل ہوتا تھا۔ اِس ٹرین کے بند ہونے سے وہ لوگ انتہائی فاقہ کشی اللہ معافی دے بُرے حالات کا شکار ہیں۔ اگر اس میں یہ شامل کیا جائے کہ اُس ریلوے لائن کو دوبارہ بحال کیا جائے۔ وہ خدانخواستہ اتنا زیادہ خراب بھی نہیں ہے ایک آدھ جگہ کوئی دھماکہ شماکہ ہوا ہے جس کی وجہ سے اس کی پٹڑی اُکھڑ گئی ہے ثابت پٹڑی ہے اگر اس کو معمولی مرمت کیا جائے میری گزارش ہے کہ اس قرارداد میں اس کو بھی شامل کیا جائے۔ دوسرا جناب سپیکر! ایک proposal گورنمنٹ کے پاس پہلے سے بھی تھا اب اس پر خاموشی آ گئی ہے وہ یہ تھا کہ کوئٹہ سے ژوب پشاور تک ایک ریلوے لائن بچھائی جائے گی۔ جناب سپیکر! یہ الگ بدقسمتی ہے کہ جن لوگوں نے اُس کی اُکھاڑنے کی ختم کرنے کی مخالفت کی تھی وہی لوگ اس کے اکھاڑنے کے ٹھیکیدار بن گئے تھے یہ بھی اس صوبے کی بدقسمتی ہے۔ بہرکیف اگر اُس proposal کو جناب سپیکر! اس قرارداد کا حصہ بنایا جائے تو میرے خیال میں بہتر ہوگا۔ اس کے علاوہ جناب سپیکر! میں ایک گزارش صرف آپ کی خدمت میں کروں گا۔ وہ یہ ہے کہ آپ اس اسمبلی کے custodian ہیں والی وارث ہیں اس اسمبلی میں جو بھی قرارداد پاس ہوتی ہے اس کی پوچھ گچھ یا اس کی دیکھ بھال آپ کو کرنی ہے۔ یہ 53ویں قرارداد ہے جو پیش ہورہی ہے۔ اگر اسمبلی کو جناب سپیکر! یہ بتایا جائے آئندہ تاریخوں میں کہ ان 53 قراردادوں میں سے کس قرارداد پر عمل ہوا ہے؟ کیا کچھ ہوا بھی ہے یا نہیں؟ اور اگر معاملہ بالکل zero ہے تو پھر میری تجویز یہ ہوگی ممبر صاحبان اور ہاؤس کی خدمت میں کہ ہم آئندہ کوئی قرارداد پیش نہ کریں نہ ہم اپنا وقت ضائع کریں اور نہ گورنمنٹ کا خرچہ کریں۔ کیونکہ اسمبلی کے اجلاسوں پر خرچہ یقیناً آتا ہے۔ اس کے علاوہ جناب سپیکر! آج کی بہت بڑی خبر ہے پاکستان کے حوالے سے' میرے لئے ایک خوشخبری کی بات بھی ہے کہ کم از کم سیاستدان بھی بڑے کام کر سکتے ہیں جیسے کہ لوگ کہتے تھے کہ اہم فیصلے سیاستدان نہیں کر سکتے۔ یہ اس ملک کے عوام کے لئے ایک خوشخبری ہے کہ بہت سے مختلف الخیال لوگ آج ایک چیز پر متفق ہو کے انہوں نے اسمبلی میں دی اور باسٹھ سال کے بعد ایک صوبے کو یا اسکے عوام کو اِس کا نام مِل رہا ہے۔ بہرحال ایک اور گزارش میں یہ کروں گا کہ اس چیز کا کریڈٹ کوئی نہ لے کہ جی پشتونخوا کا نام ہماری وجہ سے ہوا یا اُس کے لئے جدوجہد ہم نے کی تھی۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے سرحد اسمبلی میں اکرم خان درانی جو ہمارے پارلیمانی لیڈر تھے انہوں نے اس قرارداد

کو پیش کیا تھا اسکے بعد جب وہاں ہماری ایم ایم اے کی حکومت تھی اور وہی اکرم خان درانی چیف منسٹر تھے جناب سپیکر! تو اس حکومت نے بھی یہ قرارداد پاس کر کے مرکز بھیجی تھی۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔

وزیر محنت وافرادی قوت: اس کے علاوہ جناب سپیکر! میں ایک ضروری وضاحت کروں گا بلوچستان کے عوام کے لیئے وہ یہ ہے کہ اس آئینی کمیٹی میں بہت سارے ایسے دوست بھی تھے جنہوں نے پاکستان کی بنیادی اساس کو چھیڑنے کی کوشش کی۔ اور ان کی طرف سے یہ تجویز آئی کہ صدر پاکستان اور وزیراعظم پاکستان کے لیے مسلم ہونے کی شرط ختم کی جائے۔ جناب والا! میں سب سے پہلے یہ شکریہ ادا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اسلام اور پاکستان کی ان اساس چیزوں میں تبدیلی کی توفیق نہ دی۔ دوسرا اُن اراکین۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: تھینک یو سرور صاحب! نماز پڑھنی ہے۔

وزیر محنت وافرادی قوت: ایک منٹ! جناب سپیکر! اُن اراکین اس کمیٹی کو جن کا جمعیت سے تعلق تھا' اُنہوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں کی بنیاد پر وہ تمام منصوبے ناکام بنائے جو اس کمیٹی کے through وہ لانا چاہتے تھے جس میں ختم نبوت کا مسئلہ تھا جس میں قادیانیت کا مسئلہ تھا جس میں وہ اسلامی دفعات تھے جس میں کہا گیا تھا کہ پاکستان کا دین اسلام ہوگا۔ بہت شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: تھینک یو جی۔ تھینک یو جی۔ سوال یہ ہے کہ مولانا سرور کی پیش کردہ ترامیم کے ساتھ اس قرارداد کو منظور کیا جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 5 اپریل۔۔۔۔۔۔

میر عبدالرحمٰن مینگل (وزیر معدنیات): جناب سپیکر! اس پر بہت سارے دوست بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں جی ابھی نماز کا وقت ہے۔

میر اسد اللہ بلوچ (وزیر زراعت): کم از کم ایک منٹ سنو تو صحیح۔

جناب سپیکر: نہیں دیکھیں اگر آپ سب رائے دیں مَیں 3 بجے دوبارہ اجلاس بُلا لوں لیکن اب میں۔۔۔ دیکھیں جی اسد صاحب! اگر آپ رائے دیں میں 3 بجے دوبارہ اجلاس بلاؤں؟ ہم نے نماز پڑھنی ہے جی۔

پیر عبدالقادر گیلانی: جناب سپیکر صاحب! کورم ویسے بھی پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اب تو کورم کی نشاندہی ہوگئی اب میں کیا کروں۔ کورم کی گھنٹیاں بجھائی جائیں۔ 5 منٹ ویسے ہمارے چلے گئے۔ اور نماز یہاں ایک بجے ہوتی ہے اب آگے آپ کی مرضی ہے جس طرح کریں۔ اب تو کورم کی نشاندہی ہوئی ہے اب پانچ منٹ آپ سنیں اگر کورم پورا ہوتا ہے تو آپ بات کرلیں۔

(اس موقع پر پانچ منٹ کیلئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: پانچ منٹ ہو گئے سیکرٹری اسمبلی کورم count کریں۔سیکرٹری اسمبلی کورم count کریں' ایک منٹ۔کورم پورا نہیں ہے اب مجھے رائے دیں کہ میں تین بجے اجلاس بُلاؤں یا پیر کے لیے مؤخر کر دیا جائے؟

وزیر زراعت: تین بجے نہیں ہوگا۔

میر حبیب الرحمٰن محمد حسنی (وزیر بی۔واسا اور QGWSP): تین بجے نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: تو معزز ممبر نے بات کرنی ہے کیونکہ میں نماز نہیں چھوڑ سکتا۔

پیر عبدالقادر گیلانی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔سر! رولز کے مطابق کورم point out ہو جائے۔

جناب سپیکر: کورم ہے ہی نہیں۔اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 5/اپریل 2010ء بوقت صبح گیارہ بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 12 بجکر 52 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)